سید یوسف عرفان

علامہ اقبالؒ نے اپنے ایک خط میں لکھا: "مجھے یہ بیان کرنے میں کوئی باک یا شک نہیں کہ قادیانی اسلام کے غدار ہیں۔"

"قادیانی" فوج سے خبردار

یہ ہے حملے کے لیے تیار

ہفت روزہ "زندگی" کا شمارہ مورخہ ۸ جون تا ۱۴ جون ۱۹۹۰ء نظر سے گزرا۔ اس شمارے میں مکرمی تنویر قیصر شاہد کی ایک خصوصی رپورٹ شائع ہوئی ہے جو فی الحقیقت مرزا غلام احمد قادیانی کے جانشین چہارم جناب مرزا طاہر احمد کے مختلف انٹرویوز پر مشتمل ہے۔ یہ خصوصی رپورٹ جہاں مرزا طاہر احمد کی ذاتی "عادات و اطوار" پر روشنی ڈالتی ہے، وہاں پاکستان کے ماضی و حال کے مختلف تاریخی واقعات، اشخاص اور حوادث پر تحریک قادیان کے موجودہ سربراہ کے بیانات اور خیالات کو باحوالہ من و عن پیش کرتی ہے --- اس مضمون کی خصوصیت یہ ہے کہ جو کچھ تحریر کیا گیا ہے وہ فقط اور فقط مرزا طاہر احمد کے تحریری اور قولی فرمودات کو باحوالہ پیش کر کے رقم کیا گیا ہے۔ اس لئے یہ مضمون موجودہ دور کی تحریک و تاریخ قادیان پر خاصی ثقہ معلومات فراہم کرتا ہے۔

میں اپنی اس تحریر میں مرزا طاہر احمد کی "روشن خیال عادات و اعمال" پر کچھ عرض نہیں کروں گا بلکہ مرزا طاہر احمد صاحب کے اپنے شائع شدہ بیانات کی روشنی میں تاریخ پاکستان بلکہ تاریخ امت مسلمہ کے ایک بہت اہم اور نازک مسئلہ کو بیان کروں گا اور وہ مسئلہ یہ ہے کہ محترم مرزا طاہر احمد بذہن خود اور بقلم خود پاکستان کے سوشلسٹ وزیر اعظم اور پی پی (پیپلز پارٹی) کے بانی ذوالفقار علی بھٹو کے بارے میں کیا ارشاد فرماتے ہیں۔ نیز وہ پاکستان کے سابق درویش منش مسلمان صدر محمد ضیاء الحق کے بارے میں کیا رائے رکھتے ہیں؟ ----- تاریخ پاکستان اس امر کی شاہد ہے کہ ذوالفقار علی بھٹو نے ستمبر ۱۹۷۴ء میں قادیانیوں کو "عوامی دباؤ" کے تحت غیر مسلم قرار دیا مگر یہ بات بھی خالی از دلچسپی نہیں کہ بھٹو صاحب کے اس "عوامی اقدام" کے پس منظر اور پیش منظر میں کیا تھا "یہ کہانی طویل ہے لیکن کہانی کو پھر کسی موقع کے لئے اٹھا رکھتا ہوں۔ فی الحال میں پہلی مرزا طاہر احمد کے ایک انٹرویو کا حوالہ دیتا ہوں جو انہوں نے اکتوبر ۱۹۸۳ء کے ایک انگریزی جریدے "وال سٹریٹ" "Wall Street" کے نمائندے کو دیا تھا---- جس کو محولہ بالا ہفت روزہ "زندگی" کے صفحہ ۲۲ پر نقل کیا گیا ہے ---- جناب مرزا طاہر احمد فرماتے ہیں۔

"ہمیں بھٹو نے اقلیت قرار دیا تو ساتھ ہی اس نے ہمیں یہ یقین بھی دلایا کہ یہ چند روز کی بات ہے 'گرد بیٹھ جائے گی تو سارا معاملہ' میں تم لوگوں کے حق میں کر دوں گا۔ لیکن پاکستان کے بعض ملاؤں جن کی رہنمائی مولانا "مفتی محمود اور نیازی کر رہے تھے' نے بھٹو کو یہ موقع ہی نہ دیا کہ وہ ہمارا ساتھ دے ---- حالانکہ دل سے وہ ہمارے ساتھ تھا۔ پھر جب جولائی ۱۹۷۷ء میں بھٹو کو زبردستی اقتدار سے محروم کر کے فوجی آمر ضیاء الحق برسر اقتدار آیا تو ہماری ساری امیدیں خاک میں مل گئیں -----

ضیاء الحق نے ہم پر سب سے زیادہ ظلم ڈھایا۔ اس نے ہمارے مسلمان کہلانے کے حق کو بھی غصب کر لیا کہ اب ہم پاکستان میں مسلمان نہیں کہلا سکتے' نہ لکھ سکتے ہیں۔ اس نے ہماری مساجد کو عبادت گاہیں قرار دے دیا۔ وہاں کلمہ (طیبہ) مٹا دیا گیا اور کیا ہم ان سب چیزوں کو فراموش کر دیں گے؟ ہم بدلے کے لئے کچھ نہ کچھ تو کرتے رہیں گے۔"

اگر مرزا طاہر کے مندرجہ بالا بیان کے الفاظ کو سطحی نگاہ سے دیکھا جائے تو یہ الفاظ کہ "حالانکہ وہ (بھٹو) دل سے ہمارے ساتھ تھا اور ضیاء الحق نے ہم پر سب سے زیادہ ظلم ڈھایا" تاریخی واقعات و قرائن کے بالکل برعکس ہے۔ کیونکہ یہ ذوالفقار علی بھٹو ہی تھا جس نے ستمبر ۱۹۷۴ء میں قادیانیوں کو غیر مسلم قرار دیا تھا۔ مگر

قابل غور بات یہ ہے کہ آخر مرزا طاہر احمد اور ذوالفقار علی بھٹو میں وہ کیا شے قدر مشترک تھی جس نے بظاہر قادیانیوں کے اس سب سے بڑے دشمن کے ساتھ سربراہ قادیان کو ہمدردی کی جانب مائل رکھا --- اسی طرح وہ قدر مختلف اور قدر عداوت کیا تھی جس نے مرزا طاہر احمد کو صدر ضیاء الحق کا دشمن جاں بنائے رکھا۔ جبکہ محمد ضیاء الحق نے جولائی ۱۹۷۷ء میں ذوالفقار علی بھٹو کو نہ صرف اقتدار سے دست کش کیا بلکہ اسی ضیاء کے دور میں پاکستان کی عدالت عظمی نے ذوالفقار علی بھٹو کو نواب محمد احمد خاں قصوری (شہید) کے قتل عمد کے جرم میں پھانسی کی سزا دی اور اس عدالتی سزا پر عمل درآمد ضیاء الحق کے دور حکومت میں ہوا -- اگر صدر ضیاء الحق چاہتے تو بظاہر اس "محسن اسلام" ذوالفقار علی بھٹو کی رحم کی اپیل منظور کر سکتے تھے، جو کہ ان کا آئینی حق ہوتا -- (گو ایک قاتل کی جان بخشی کرنا آئینی حق تو ہو سکتا ہے، اخلاقی، شرعی اور انسانی حقوق کی صریحاً خلاف ورزی ہے مگر یہ حق صدر پاکستان کو حاصل ہے کہ وہ پھانسی کی سزا میں تخفیف کر دے یعنی اس سزا کو عمر قید وغیرہ میں تبدیل کر دے) القصہ یہ ضیاء الحق کا دور حکومت تھا جس میں ذوالفقار علی بھٹو کو اس ذلت مآب اور عبرت انگیز موت سے ہمکنار ہونا پڑا --- اگر بادی النظر سے ان حقائق کو دیکھا جائے تو مرزا طاہر احمد صاحب کو صدر ضیاء الحق کا احسان مند ہونا چاہئے تھا کہ اس نے قادیانیوں کو نقصان پہنچانے والے دشمنوں کو سزا دی مگر یہاں حالات بالکل برعکس پیش کرتے ہیں - مرزا طاہر احمد کے اس بیان کے پیچھے کیا حقیقت مضمر ہے جس نے محمد ضیاء الحق کو قادیانیوں کے لئے محسن عظیم کی بجائے "مجرم اعظم" بنا دیا اور مرزا طاہر احمد کو برملا کہنا پڑا کہ محمد ضیاء الحق نے ہم پر سب سے زیادہ ظلم ڈھایا ---- اور کیا ہم ان سب چیزوں (مظالم) کو فراموش کر دیں گے؟ ہم بدلے کے لئے کچھ نہ کچھ کرتے رہیں گے" ---- آخر وہ کیا "راز دروں" ہے جس نے ذوالفقار علی بھٹو کو سربراہ قادیان کے لئے تمطلق محسن بنا رکھا ہے ---- اس "راز دروں" کے درپردہ بہت سے اسباب و عوامل اور وجوہات شامل ہیں، جو اب کچھ وقت کے ساتھ ساتھ اور کچھ پیپلز پارٹی کی سیکولر (مذہب و اخلاق سے مبرا) پالیسی کے باعث خود بخود عیاں ہوتے جا رہے ہیں۔

سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ آخر وہ کیا اسبب تھے کہ ذوالفقار علی بھٹو نے ستمبر ۱۹۷۴ء میں قادیانیوں کو غیر مسلم قرار دیا اور قادیانیوں نے بھٹو کے ہاتھوں نقصان اٹھانے کے باوجود ۱۹۷۷ء کے انتخابات میں بھٹو کی کامیابی کے لئے دامے درمے، سخنے بھرپور مدد بہم پہنچائی - جبکہ ابھی تو ۱۹۷۴ء زخم بھی ہرا تھا۔ لہذا ۱۹۷۷ء کے عام انتخابات میں قادیانیوں کو اصولاً بھٹو کی ناکامی کے لئے کوشش کرنا چاہئے تھی - اسی طرح ستمبر ۱۹۸۸ء کے انتخابات میں قادیانیوں نے دوبارہ پیپلز پارٹی کا نہ صرف ساتھ دیا بلکہ پہلے سے زیادہ ہمہ نوعی مدد بہم پہنچائی - اس تعاون اور

مرزا طاہر احمد کا یہ بیان

اہل پاکستان کو ہر دم بیدار

رہنے کا پیغام دیتا ہے

اعانت کا باعث کچھ تو اس امر سے بھی سمجھ میں آتا ہے کہ پیپلز پارٹی نے اقتدار میں آتے ہی پاکستان کے بہت سے کلیدی عہدوں پر "باطنی" اور "ظاہری" دونوں قسم کے قادیانیوں کو متعین کیا ہے - ان اشخاص کی اہم عہدوں پر تعیناتی کی فہرست خاصی طویل ہے جس کو پھر کسی موقع پر مفصل تحریر کروں گا۔

دوسرا سبب جو پیپلز پارٹی کے ماضی و حال کے سربراہ خاندان اور (مرزا غلام احمد) کے خاندان میں مشترک ہے وہ امت مسلمہ کے اجتماعی مفاد کی بجائے گروہی باطنی اور فرقی مفادات ہیں جو انہیں عزیز تر ہیں - نیز یہی فرقی اور فکری قیادت ایک سربراہ خاندان کو ابن سبا کے باطنی اور روحانی رشتہ میں پیوست کرتی ہے تو دوسرے سربراہ خاندان کو مسیلمہ کذاب کے قبیلہ سے جا ملاتی ہے اور غالباً اس کذابی قبیلہ قادیان کے سیاسی و عقائدی عزائم کو جانچتے ہوئے مصور پاکستان حضرت علامہ اقبال نے اپنے ایک مکتوب بنام جواہر لال نہرو مورخہ ۲۱ جون ۱۹۳۶ء کو درج ذیل الفاظ میں مسلمانان ہند کو قادیانی سرگرمیوں سے آگاہ کیا تھا۔

----- "مجھے یہ بیان کرنے میں کوئی باک یا شک نہیں کہ قادیانی اسلام اور ہندوستان دونوں کے غدار ہیں۔"

(خطوط اقبال از بی اے ڈار، (انگریزی) ص ۶۲)

تیسرا سبب جو اس فرقہ قادیان کی پیپلز پارٹی یا بھٹو خاندان سے مکمل سیاسی تعاون کا باعث ہو سکتا ہے وہ ذوالفقار علی بھٹو کی سربراہ قادیان کو یہ یقین دہانی تھی کہ وہ ۱۹۷۷ء کے انتخاب کی کامیابی کے بعد پاکستان کے آئین کو سیکولر آئین میں مذہبی یا اقلیتی یا عقائدی بنیاد پر مرد و زن یا فرقہ و قبیلہ کی کوئی تخصیص یا تمیز نہیں ہوتی ---- پاکستان کے اس کمیونسٹ وزیر اعظم بھٹو کی سیکولرنیات کو

پاکستان کے مستند مورخ اور دانشور جناب پروفیسر مرزا محمد منور نے اپنے معرکتہ الارا مضمون بعنوان " مشاہدہ حق کی گفتگو " (قومی ڈائجسٹ ' ضیاء الحق شہید نمبر اکتوبر ۱۹۸۸ء ص ۲۷۰) میں ذوالفقار علی بھٹو کے ذاتی اور جماعتی حفاظتی گارڈ ایف ایس ایف کے کماندار اعلی کے حوالے سے ایک مکالمہ حوالہ قلم کیا ہے --- یہ کماندار اعلی جون ' جولائی ۱۹۷۵ء کی گرمیوں میں مری آئے تھے اور اپنے بزرگ محترم جسٹس عبدالجبار صاحب کی کوٹھی میں ٹھہرتے تھے - انہی دنوں جسٹس عبدالجبار صاحب کے ایک محترم بزرگوار سید بشیر احمد صاحب بھی اسی کوٹھی میں رہائش پذیر تھے - غالبا جسٹس صاحب ان دنوں میں مری میں نہیں تھے - بزرگوار سید بشیر احمد مرزا منور صاحب کے بھی محترم بزرگ تھے سید صاحب ہی مکالمہ کے راوی ہیں اور انہوں نے ایف ایس ایف کے کماندار اعلی سے ملاقات کے اگلے روز مرزا صاحب کو مندرجہ ذیل مکالمہ سنایا -

سید صاحب فرماتے ہیں کہ " بھٹو صاحب شاید انتخابات ۱۹۷۸ء کے بجائے ۱۹۷۷ء میں کرائیں گے اور جہاں تک دستور و آئین کا تعلق ہے -- Russia way حزب مخالف نابود کر دی جائے گی اور دستور He will go سیکولر ہو گا " -

اس بیان ہذا کی تصدیق کے بعد یہ بات بالکل عیاں ہو جاتی ہے کہ بھٹو صاحب کو ۱۹۷۷ء کے انتخابات میں وسیع پیمانے پر دھاندلی کی ضرورت کیوں پیش آئی تھی ؟ فی الحقیقت ذوالفقار علی بھٹو صاحب آئندہ منتخب اسمبلی میں قریبا ۷۵ فی صد نشستوں کے خواہاں تھے اور اسمبلی میں اس کلی اکثریت کا واضح مطلب آئین پاکستان میں " من چاہی " تبدیلی لانا تھا - نیز جو معمولی تعداد حزب مخالف کی اسمبلی میں منتخب ہو کر آ جائے تو اس کو آئینی اور انتظامی معاملات میں بالکل بے اثر کر کے رکھ دیا جائے اور اس طرح ان کا اسمبلی میں ہونا نہ ہونا برابر ہو جائے --- اسمبلی میں یہ واضح اکثریت ذوالفقار علی بھٹو کے دوبارہ برسر اقتدار آ کر اپنے ستمبر ۱۹۷۴ء کے قادیانیوں کے خلاف طوعا و کرہا اٹھائے جانے والے اقدام کی تلافی کا موقع عطا کر سکے جو بقول مرزا طاہر احمد " بھٹو کو یہ موقع نہ دیا کہ وہ ہمارا ساتھ دے - حالانکہ دل سے وہ ہمارے ساتھ تھا - "

فی الحقیقت بھٹو نے قادیانیوں کو غیر مسلم اپنی کسی دینی حمیت و غیرت کی بنا پر قرار نہیں دیا تھا - بھٹو صاحب پھنس کر رہ گئے تھے - قادیانیت کے مسئلہ پر خود پیپلز پارٹی کے مسلمان معاونین کی کثیر تعداد کے منحرف ہونے کا خطرہ بھٹو صاحب دیکھ رہے تھے ---- اگر بھٹو صاحب ختم نبوت کے باب میں اپنا فیصلہ اپنی " مزاجی ڈرامہ بازی " کے باعث بھی چند روز کیلئے التوا میں ڈالتے تو ستمبر ۱۹۷۴ء میں بھی پورے ملک میں وسیع خون خرابہ ہوتا - اس وقت عوام کے جذبات بپھرے ہوئے تھے - فوج سرحدوں کی بجائے شہروں ' قصبوں اور دیہاتوں میں پھیلا دی گئی تھی اور خطرہ تھا کہ اسی دور میں فوج مداخلت کرنے پر مجبور ہو جاتی اور اسی ریلے میں ذوالفقار علی بھٹو کے اقتدار کی کرسی بھی بہہ جاتی جو بعد ازاں ۱۹۷۷ء کی تحریک نظام مصطفیٰ کے ریلے میں بہہ گئی ---- دراصل ذوالفقار علی بھٹو کو اپنی کرسی اقتدار کو بچانے کی خاطر تازی ختم نبوت کا خطاب قبول کرنے کی رسوائی اور ذلت اٹھانا پڑی ' حالانکہ وہ دل سے اس کے خواہاں نہیں تھے - جیسا کہ مرزا طاہر احمد نے اپنے اکتوبر ۱۹۸۳ء کے محولہ بالا انٹرویو میں کہا ہے - بہر حال بھٹو کا یہ فیصلہ مجبوری کا فیصلہ تھا - جس کو سربراہ قادیانی بخوبی جانتے اور سمجھتے ہیں ---- اور یہی سبب تھا کہ قادیانیوں نے پیپلز پارٹی کا ۱۹۷۷ء اور ۱۹۸۸ء میں نہ صرف بھرپور ساتھ دیا بلکہ بھٹو کے خلاف تحریک نظام مصطفیٰ کو اپنے دیگر خواجہ تاش فرقوں کے ہمراہ اس تحریک کو ناکام بنانے کی سرتوڑ کوششیں کیں -

یہ کہانی ذوالفقار علی بھٹو کے ستمبر ۱۹۷۴ء کے اقدام کا پس منظر پیش کرتی ہے جس کے باعث قادیانیوں کو بظاہر زک پہنچی تھی مگر بعد کی داستان اس سے بھی زیادہ دلچسپ ہے جس کی طرف مرزا طاہر احمد نے اپنے محولہ بالا انٹرویو میں کچھ اشارہ کیا ہے کہ " ضیاء الحق نے ہم پر سب سے زیادہ ظلم ڈھایا - کیا ہم ان سب چیزوں کو فراموش کر دیں گے ؟ ہم بدلے کے لئے کچھ نہ کچھ کرتے رہیں گے - " یہ بدلہ چہ معنی دارد ؟ ضیاء صاحب نے قادیانیوں کے بارے میں کچھ نہ کچھ تو ایسا کیا ہے جس کے باعث قادیانیوں نے کھلم کھلا پاکستان اور امت مسلمہ پاکستان سے بدلہ لینے کی ٹھان رکھی ہے اور آج فی الحقیقت وہ پاکستان سے بدلہ لے بھی رہے ہیں ----- کیا اس پاکستان کو پتہ ہے کہ وہ کیا واقعات اور اقدامات ہیں جن کے باعث قادیانی ۱۹۷۷ء سے آج تک وطن عزیز پاکستان اور امت مسلمہ سے انتقامی حساب کتاب یعنی بدلہ چکانے کے باب میں بشدومد معروف کار ہیں ----- ؟

قادیانیوں کے ان انتقامی شعلوں کی جانب مولانا مفتی محمد حسین نعیمی صاحب کا ایک انٹرویو مشمولہ ہفت روزہ " تکبیر " ضیاء الحق شہید برسی نمبر ۱۹۸۸ء کے صفحہ ۲۴ میں اشارت ذکر مرقوم ہے - مولانا صاحب فرماتے ہیں کہ " جب وہ مجلس شوری پاکستان کے رکن تھے تو پینتیس (۳۵) رکنی علماء کرام کے ایک وفد نے غالبا (۱۹۸۱ء) صدر مملکت سے ملاقات کی - ان علماء نے گفتگو کیلئے چار نمائندگان مقرر کئے جن میں ' میں بھی شامل تھا ---- صدر مملکت نے اسی نشست میں علماء کا ایک اہم مطالبہ تسلیم کرتے ہوئے ایک صدارتی آرڈیننس پر دستخط کئے

جس کی رو سے قادیانی غیر مسلم قرار پائے تھے - واضح رہے کہ قبل ازیں ایک فرمان جاری ہوا تھا جس سے آئین کی وہ ترمیم ساقط ہو گئی تھی جس میں قادیانیوں کو غیر مسلم قرار دیا گیا تھا --- صدر ضیاء الحق نے علماء کے اس مطالبے کو پذیرائی بخشتے ہوئے علماء کی موجودگی میں متعلقہ آرڈیننس پر دستخط کئے ہ"

جہاں تک صدر ضیاء الحق کے قادیانیوں کے خلاف مختلف بیانات اور عملی اقدامات کا تعلق ہے وہ بے شمار ہیں - یہاں مختصراً اقتباسات پر اکتفا کیا جائے گا - مثلاً ۱۲ اگست ۱۹۸۵ء کو بین الاقوامی ختم نبوت کانفرنس منعقدہ لندن میں صدر محمد ضیاء الحق نے تصور ختم نبوت کی اہمیت و افادیت پر روشنی ڈالتے ہوئے اپنے پیغام میں کہا تھا کہ ----

" حضرت محمد کے خاتم المرسلین ہونے کا تصور نہ صرف مسلمان کی حیثیت سے ہمارے دین کا بنیادی ستون ہے بلکہ یہ تصور عالم انسانی کے لئے باعث رحمت ہے - کیونکہ اس تصور کے ذریعے ہی اللہ تعالی کے پیام کی آفاقیت ہمیشہ کے لئے ثبت ہوئی ہے - " (شہید صدر از ڈاکٹر یاسین رضوی)

اسی طرح شہید صدر محمد ضیاء الحق نے ۱۰ جولائی ۱۹۸۴ء کو وفاقی مجلس شوری کے دسویں اجلاس منعقدہ اسلام آباد سے خطاب کرتے ہوئے (ذوالفقار علی بھٹو) کی سابقہ حکومت کی قادیانیوں کے ضمن میں بین بے عملی کا اظہار ان درج ذیل الفاظ میں کیا جو دراصل مفتی محمد حسین نعیمی کے محولہ بالا بیان کی تائید اور توثیق کرتا ہے کہ -

" نظام اسلام ہی کے سلسلہ میں پچھلے دنوں ایک اور

یہ اور اس قسم کے کئی دیگر وہ عملی اقدامات تھے جن کی وجہ سے مرزا طاہر احمد نے اعلانیہ اور خفیہ طور پر صدر محمد ضیاء الحق اور پاکستان کے خلاف تخریبی کاروائیاں جاری رکھیں اور انکی خلاف وطن اور خلاف اسلام سرگرمیوں سے پردہ اٹھنے پر 'اور اس خوف سے کہ پاکستانی مسلمان اور حکومت پاکستان انہیں ان سرگرمیوں کی پاداش میں ہرگز معاف نہیں کرے گی ' انہوں نے اپنے دیرینہ اور قدیم مربیوں کے گھر میں پناہ لی - یعنی وہ ۱۹۸۴ء میں خفیہ طریقے سے لندن فرار ہو گئے --- لندن پہنچنے کے تیسرے دن ہی مرزا طاہر احمد صاحب بائیس (۲۲) روز کے لئے اسرائیل یاترا پر تشریف لے گئے اور وہاں تل ابیب میں تحریک قادیان کا ایک دفتر قائم کیا اور بعد ازاں لندن سے ۶۴ کلو میٹر جنوب کی جانب " ربوہ " کی طرز پر " اسلام آباد " نامی بستی بسائی جہاں بالواسطہ اور بلاواسطہ اسرائیل اور دیگر ممالک سے وسیع پیمانے پر یہودیوں اور اپنے مرزائی پیروکاروں کو نہ صرف درآمد کیا بلکہ آباد بھی کیا اور اس طرح امت مسلمہ ہندیہ کے سینے میں قائم کردہ یہ " برطانوی یہودی شجر کاری " جہاں سے چلی تھی ' شہید صدر کے دور سعادت مآب میں وہیں جا پہنچی -

فی الحقیقت محمد ضیاء الحق کے ان عملی اقدامات کی وجہ سے مرزا طاہر احمد نے اپنے حلقہ خیر و شر کی وسعتوں کو محدود ہوتے دیکھ کر ضیاء اور پاکستان کے خلاف اپنی سرگرمیوں کو تیز تر کر دیا --- انہیں ضیاء الحق سے اس لئے کد ہے کہ " یہ ضیاء الحق ہے نہ کہ ذوالفقار علی بھٹو

ایک کا روحانی "مرشد" ابن سبا ہے' اور دوسرے کا مسیلمہ کذاب

قدم اٹھایا گیا تھا اور وہ ہے خلاف قادیانی آرڈیننس (Anti QadYani Ordinance) کا نفاذ - اگرچہ قادیانیوں اور احمدیوں کو موجودہ حکومت کے برسر اقتدار آنے سے پہلے ہی غیر مسلم اقلیت قرار دیا جا چکا تھا لیکن اس فیصلے کو عملی شکل دینے کے لئے کوئی قانون نہیں بنایا گیا --- دوسرے کئی کاموں کی طرح اس قانون کی تیاری کی سعادت بھی اللہ تعالی کے فضل و کرم سے موجودہ حکومت کے حصے میں آئی - مجھے خوشی ہے کہ ختم نبوت کے سلسلے میں یہ خدمت بھی ہمارے ہاتھوں انجام پذیر ہوئی - اس قانون کے اندرون ملک اور بیرون ملک بڑے اچھے ثمرات مرتب ہوئے --- ایک فتنہ جو ایک عرصہ سے ہماری صفوں میں انتشار پیدا کر رہا تھا اس کا قلع قمع ہو چکا ہے -" (شہید صدر از ڈاکٹر یاسین رضوی)

جس نے ان کے مسلمان کہلانے کے حق کو غصب کیا ا جس کے باعث وہ (قادیانی) پاکستان میں مسلمان نہیں کہلا سکتے اور اس طرح عملی طور پر ایک غیر مسلم اقلیت بن کر رہ گئے - " نیز یہ بھی ضیاء الحق کا ۵ جولائی ۱۹۷۷ء کا ایکشن فیئر پلے (Action Fair PlaY) تھا جس نے تحریک نظام مصطفیٰ کے ہزاروں شہداء کے خون کی صدا پر لبیک کہا اور ذوالفقار علی بھٹو کی کیمونسٹ اور سوشلسٹ حکومت کا خاتمہ کیا - نیز پاکستان کو خالص اسلامی اور نظریاتی مملکت بنانے کے لئے سرکاری طور پر وسیع اقدامات کئے جن کی نظیر تاریخ عالم اسلام میں بہت کم ملتی ہے اور یہی وہ اسلامی اقدامات تھے ' جنہوں نے بقول جناب مرزا طاہر احمد " بھٹو کو یہ موقع نہ دیا کہ وہ قادیانیوں

(بقیہ صـ۲۵ پر)